جناب سراج الاسلام سراجؔ*

مولانا محمد ابراہیم فانی بحیثیت شاعر وادیب

(فانی صاحب کی اردو شاعری کے مجموعہ ''نالہ زار'' پر لکھا گیا پیش لفظ)

پسرم محمد ظاہر جس زمانے میں میٹرک کا طالب علم تھا ان دنوں اس کا ایک ہم جماعت اس کے پاس گاہے گاہے آیا کرتا تھا۔ عادات واطوار کے لحاظ سے بہت شائستہ اور چہرے سے ذہین وفطین نظر آتا تھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ برخوردار سعادت آثار محمد ابراہیم نام رکھتا ہے اور دارالعلوم حقانیہ کے صدر مدرس حضرت مولانا عبدالحلیم آف زروبی کا نورچشم ہے۔ چنانچہ اسی دن سے قلب ونظر میں جاگزیں ہوا۔

....

صبح سویرے ہوا خوری کے لیے نکلنا میرا معمول تھا اور دارالعلوم حقانیہ کی مسجد سے ہوکر گھر لوٹتا۔ جب بھی مسجد کی جانب نظر پڑتی، برخوردار محمد ابراہیم کو صحنِ مسجد میں قرآنِ پاک حفظ کرنے میں مصروف پاتا، جس دن میٹرک کا رزلٹ اخبار میں شائع ہوا طلبہ بے چینی کی حالت میں نیوز ایجنسی کے چکر کاٹتے رہے اس روز مسجد سے گزرا تو میں برخوردار محمد ابراہیم کو نتیجہ امتحان کی اعلان سے آگاہ کیا لیکن اس نے بے پرواہی سے بات کو ٹالتے ہوئے کہا کہ کسی" کلاس فیلو سے معلوم ہوجائے گا"اور مزید کچھ وقت ضائع کئے بغیر حفظ قرآن مشق میں دوبارہ مصروف ہوا۔ اب مجھے محمد ابراہیم کی مستقل مزاجی اور متانت کا بھی اندازہ ہوگیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ برخوردار موصوف نے اعلیٰ نمبر حاصل کرکے کامیابی حاصل کی اور دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا اور اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ تعلیمی مراحل طے کرکے امتیاز کے ساتھ آگے بڑھتا رہا، پھر کم سنی میں دستارِ فضیلت سے بہرہ ور ہوکر اسی مادر علمی کی آغوش میں درس وتدریس کا آغاز کیا اور ساتھ ہی فانیؔ کے تخلص سے اپنا ذوق سخن بھی جاری رکھا اور اب میں اسے برخوردار محمد ابراہیم نہ کہہ سکا۔

....

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ صاحب اس مشہور علمی ادارہ میں ممتاز شخصیت کی حیثیت سے طلباء اور اساتذہ میں یکساں مقبول ہیں۔ ادب وانشاء میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ پشتو، عربی اور فارسی زبانوں کی تحریر و تقریر میں یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام بلاغت نظام میں حسن آفرینی کے عجیب عجیب جواہر پارے

---

* معروف شاعر، مورخ، ادیب، استاد

پائے جاتے ہیں۔ ماہنامہ "الحق" میں آپ کے مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔

....

جنوری ۸۳ء میں والد بزرگوار کی رحلت نے ان کو بے حد متاثر کیا۔حقیقت میں یہ ایک ناقابل فراموش سانحہ تھا، جس کی تعبیر فانیؔ صاحب کے لیے پشتو کے اس مصرعے کے مصداق تھی۔۔۔۔ ؎

غم دی څادر نه دے چه زوړ شي

زه به څوانی ورسره رورو زړه ومه

حضرت مولانا کی وفات حسرت آیات "موت العالم موت العالم" کے مصداق بہت سارے اہل علم و اہل قلم کے لیے ایک عظیم سانحہ تھا۔مختلف زبانوں کے ادبا اور شعراء نے نظم ونثر میں علامہ مرحوم کوخراج تحسین پیش کیا۔خود محترم فانیؔ صاحب بھی چاروں زبانوں میں مرثیے لکھ لکھ کر داغہائے فرقت کا مداوا کرتے رہے۔ جملہ مضامین کو یکجا کر کے حیات صدر المدرسین کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا۔اسی طرح "افادات حلیم" کے نام سے ایک دوسری کتاب شائع کرکے علامہ مرحوم کے فیوضات کوعوام تک پہنچانے کی پوری پوری سعی فرمائی۔ پشتو زبان میں مختلف شعراء کے کلام کو بے شان غم کے نام سے شائع کرکے اپنے والد بزرگوار کے اسم گرامی کو زندہ جاوید فرمایا۔("غم بے شان" آپ کے والد مرحوم کا مادہ تاریخ وفات ہے)

....

پشتو زبان کا محاورہ ہے کہ گھنے درخت کا سایہ بھی گھنا ہوتا ہے۔اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ پھلنے پھولنے والے فانیؔ صاحب بھی بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔ عالم فاضل ہونے کے ساتھ ادیب اور شاعر ہیں۔نکتہ رس اور نکتہ سنج ہیں، مختلف زبانوں کے سینکڑوں اشعار حفظ ہیں، اگرچہ مشاعروں میں شریک نہیں ہوتے لیکن موقعہ کی مناسبت سے نجی محفلوں میں برجستہ اشعار سماعت فرماتے رہتے ہیں۔

محترم فانیؔ صاحب کو شاعری کے جملہ اصناف پر عبور حاصل ہے زیر نظر کتاب آپ کے اردو منظوم کلام کا مجموعہ ہے، جس میں حمد ونعت کے علاوہ نظم غزل تضمین، قصیدہ، مرثیہ، سہرہ پند ونصیحت اور عصر حاضر کے مسائل پر اظہار خیال پایا جاتا ہے۔حیران ہوں کہ فانیؔ صاحب کے کلام میں سے کس کس شعر کا انتخاب کروں، جگہ اور وقت کم اور منتخب اشعار بے شمار ہیں۔ بہرحال چند پسندیدہ اشعار لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

حمد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔۔۔۔ ؎

خالقِ کون و مکاں تیرے سوا کوئی نہیں

انجم و مہتاب سے دامانِ گردوں بھر دیا

مہرِ عالمتاب ہے روشن دلیل "کن فکاں"

اور یہ نورِ سحر برہانِ وحدت بے ریا

محترم فانؔی صاحب نے یہاں نور سحر کو خالق حقیقی کی وحدانیت کو دلیل قرار دیا ہے اور ایسا ہی ایک خیال جوش ملیح آبادی مرحوم نے ایک شعر میں ظاہر کیا ہے ----ے

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوتِ حق کے لیے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

ایک نعت کا ایک شعر جس میں شعر کی روانی اور دل کی تڑپ دونوں قابل ملاحظہ ہیں----ے

فانی وہ خرابہ ہے اس دل نہیں کہتے
جس دل میں نہ رقصاں ہو تمنائے مدینہ

فانؔی صاحب کا کلام فصاحت و بلاغت، لطافت ونزاکت، متانت اور ترنم کی تمام صفات سے موصوف ہے۔"فریاد ہے"کے عنوان سے لکھتے ہیں----ے

لٹ رہا ہے عالم اسلام یوں فریاد ہے
کیسی آئی گردشِ آیام یوں فریاد ہے
مجلس اقوام امریکہ کی تابع بن گئی
سو گئی ہے غیرتِ اقوام یوں فریاد ہے
چار سو دنیا میں ہے مسلم خدایا خستہ حال
ہر جگہ رسوا ہے اور بدنام یوں فریاد ہے
مرغزاروں لالہ زاروں یہ چناروں کی زمیں
جل رہی ہے ہم کریں آرام یوں فریاد ہے

بابری مسجد کی شہادت پر یوں ماتم کناں ہیں اور آخر میں ان زیادتیوں کا علاج بھی بتا رہے ہیں----ے

ہر قدم پر خون کی ندی خدایا بہہ گئی
اور یہ چشم فلک حیرت زدہ ہی رہ گئی
آسماں کو حق یہ حاصل ہے کہ برسائے لہو
بابری مسجد نجس ہندو کے ہاتھوں ڈھ گئی
زخمِ بیتِ مقدس و اقصیٰ ابھی تازہ ہی تھا
وہ مصیبت ملت بیضا تو کیسے سہہ گئی

الجہاد اللہ اکبر ہے لعینوں کا علاج
کس طرح پھر بھاگتا ہے دیکھ ہندو سامراج

فانؔی صاحب علامہ اقبالؒ کے مداح ہیں۔ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔۔ ؎

تھے عالم اسلام پر ادبار کے حالات
یورپ کو سمجھنے لگا بس قبلہ حاجات
جب امت مرحوم ہوئی دین سے بیزار
تقدیر نے دی ملت بیضاء کو یہ سوغات
دانائے راز صورتِ اقبالؒ آگیا
بتلائے اس نے قوم کو ملی تشخصات
تو حافظؒ و رومیؒ کے تصور کا امیں ہے
مشرق کے لیے باعث صد فخر و مباہات

وادئ کشمیر میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اس پر فانؔی صاحب "اے خطۂ کشمیر" کے زیر عنوان اپنے جذبات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔ ؎

دشمن تمہارا حسن مٹانے پہ تلا ہے
اُف وقتِ دعا ہے
ہر ذرہ ترا آگ کے شعلوں میں گھرا ہے
اک حشر بپا ہے
ماتھے پہ ترے سرخی خونِ شہدا ہے
مظلوم فضا ہے
وابستہ مسلماں کی ترے ساتھ ہے تقدیر
اے خطۂ کشمیر

بوسنیا میں سربوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی جونسل کشی جاری ہے، اس پر فانؔی صاحب کا احساس دل تڑپ اٹھا۔فرماتے ہیں ۔۔۔۔ ؎

مقتل مسلم ہے گویا بسنیا کی سرزمیں
یورپ عیار کی دیرینہ مکاری تو دیکھ

مسلم خوابیدہ وہ تیری حمیت ہے کہاں
چشم غیرت وا بھی کر غیروں کی عیاری تو دیکھ
مجلس اقوام ہے بے دست و پا سربوں کی ضد
آسماں برسا لہو یہ مسلم آزاری تو دیکھ
خاک و خوں میں اب تلک غلطاں ہے یہ ارض عراق
اتحادی فوج کی وہ برق رفتاری تو دیکھ
ملت بیضا کے غم میں تابکے یہ اشک خوں
اے دل ویرانِ فانؔی اپنی لاچاری تو دیکھ

اپنے والد بزرگوار کے ایک مرثیہ میں رقمطراز ہیں۔۔۔۔۔۔ ؂

قاسم و محمود و انور کی جھلک تجھ میں عیاں
شیخ عبدالحق کے دیرینہ رفیق و رازداں
مفتخر تجھ پر ہے تقویٰ و تصوف کا جہاں
مشغلہ ہر دو کا تھا درس احادیث و قرآن
سیدی شیخی ابی والائے اوصاف کمال
رب نے تجھ کو دی فراست مؤمنانہ لازوال

والد بزرگوار سے ایک دوسرے موقع پر یوں مخاطب ہیں۔۔۔۔ ؂

ایک مرے مرحوم والد قبلہ گاہ محترم
تیری تربت پر کھڑا ہوں پیکر تصویر و غم
تو نے مجھ نا چیز کو بخشا ہے ذوق آگہی
ورنہ کس قابل تھا یہ اک ذرہ دشتِ عدم
تیرے خوانِ علم سے زلہ ربائی میں نے کی
یہ نصیب اللہ اکبر ہے انعام ذوالحکم
فانؔی بیچارہ اُف یہ کون زیر خاک ہے
درحقیقت نازش اہل عرب فخر عجم
تیری تربت پر چراغ طور نور افشاں رہے

حشر تک تو ہم نشینِ رحمت یزداں ہے

اے خطۂ کشمیر، شان صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، مرحبا، بابری مسجد، زروبی، شہادت گاہ بالاکوٹ، اے محبت کی زمین، رشک بتان آزاری اور اس طرح کے اور بہت سے اہم موضوعات پر محترم فانؔی صاحب کے جذبات واحساسات کا اظہار بشکل اشعار انتہائی قابل قدر ہے۔

حضرت امیر خسروؒ کی مشہور غزل اے چہرہ زیبائے تو رشک بتان آزری پر فانؔی صاحب کی خوبصورت تضمین کا ایک بند ملاحظہ ہو:

دنیائے دل میں ہے مری بس تیرے دم سے روشنی
ہر گز نہیں آتی کبھی میری محبت میں کمی
صورت ہیولیٰ کی طرح ہم تم میں ہے وابستگی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

شہادت گاہ بالاکوٹ پر طویل نظم سے یہ بند اپنی سلاست اور روانی کے لحاظ سے کس قدر دلفریب ہے۔

وادی کاغان یہاں کے دشت و دامن کوہسار
کہہ رہے ہیں قصۂ جور و ستم دیوانہ وار
اور زبان حال سے گویا ہے دریائے کنہار
اس نے دیکھا ہے یہاں پر ذوق ایماں کا خمار
سن بھی لے یہ ماجرائے دلربا آہستہ چل
یہ شہیدوں کی زمیں ہے ہاں ذرا آہستہ چل

محترم فانؔی صاحب غزل کی سرزمین کو بھی آراستہ وپیراستہ کرگئے ہیں فرماتے ہیں:

مجھے اقرار ہے اپنی خطا کا
کہ شکوہ کرلیا تیری جفا کا
صفِ دشمن میں ہے وہ دلربا بھی
صلہ اب یہ ملا اپنی وفا کا

....

ان کے کوچے سے مگر گزرے نہ تھے پہلے کبھی
ہم کسی منزل پہ یوں ٹھہرے نہ تھے پہلے کبھی
آج ان کو میرا انداز جنوں اچھا لگا

اس قدر جی بھر کے وہ ہنسے نہ تھے پہلے کبھی
آج رنگ مہران نامہرباں آنکھوں میں ہے
ورنہ وہ نالے مرے سنتے نہ تھے پہلے کبھی
ان کی مست آنکھوں میں فانؔی تھا محبت کا خمار
ورنہ ساغر سے تو ہم بہکے نہ تھے پہلے کبھی

....

غزل کی یہ روانی اور جذبات واحساسات کی یہ فروانی ملاحظہ ہو۔

جمع تھے جو چند فرزانے تو وہ بھی ساتھ تھا
سن رہے تھے میرے افسانے تو وہ بھی ساتھ تھا
میں نے جب رکھا اسی کوئے ملامت میں قدم
لوگ مجھ کو آئے سمجھانے تو وہ بھی ساتھ تھا
وائے حسرت سوچ فانؔی اس شناسا شہر میں
ہو گئے احباب انجانے تو وہ بھی ساتھ تھا

....

بعد مدت کے ملا ہے سایۂ دیوار یار
جستجو کو میری حاصل یہ تن آسانی نہ تھی
بہر اظہار الم ان کو سنائی تو غزل
ورنہ ان کی بزم میں رسم غزل خوانی نہ تھی

....

تشنہ لب ہے بوئے گل گیسو کو لہرانا ذرا
مضطرب ہے چاندنی چہرہ دکھاجانا ذرا
کیسے کیسے چشم و عارض خاک کی زینت بنے
گردش دوراں خدارا لوٹ کر آنا ذرا

....

ساقیا نظریں ملا میں پھر نہ شائد آسکوں
آج جی بھر کے پلا میں پھر نہ شاید آسکوں

بدلیں گے انداز تیرے یہ کبھی سوچا نہ تھا
دل نے اے جان تمنا یہ ستم دیکھا نہ تھا
زندگی میں پیش آئے ہیں حوادث نو بہ نو
اب کے جو طرز جنوں ہے پہلے تو ایسا نہ تھا
تجھ سے میں کیوں دور ہو جاؤں کہیں گے کیا یہ لوگ
چاند تھا لیکن قریب اس کے قریب کوئی تارا نہ تھا

....

علاج اب کوئی کارآمد نہیں ہے
مری وارفتگی کی حد نہیں ہے
رقیب و یار کا یہ ربط باہم
یہ آنا جانا بے مقصد نہیں ہے

....

یہ وادی پھول و شبنم کی نہیں ہے
یہ رستہ پُرخطر ہے سوچ لینا
وصال و دید پر فانیؔ نہ اُترا
یہ عرصہ مختصر ہے سوچ لینا

....

اک فریب آرزو ہے یہ جہان کیف و رنگ
نقش فانیؔ کی بظاہر دلکشی مہنگی پڑی
آج انساں کی تباہی میں ہے اس کا اپنا ہاتھ
اس نئی تہذیب کی یہ روشنی مہنگی پڑی

....

طعنہ ہائے گمرہی ہم سہ رہے تھے رات دن
راہ پر جب آگئے تو رہنما کوئی نہ تھا

....

العرض بمصداق مشتے نمونہ از خروارے اپنے پسندیدہ اشعار پر اکتفا کرتا ہوں۔ قارئین خود مکمل کلام کا مطالعہ کر کے محترم فانیؔ صاحب کے ادبی ذوق کا معیار مقرر کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا زور قلم اور زیادہ کرے۔ (آمین)

(سراج الاسلام سراج ۱۲ ردسمبر ۱۹۹۳ء)